

دین کی تعریف

اور دیونِ عصرِ حاضر کی شرعی حیثیت

مفتی محمد رفیق الحسنی

دین کی شرعی تعریف:

فتاویٰ شامی میں ہے:

”ما وجب فی الذمة بعقد او استهلاك و ماصارفی ذمتہ دینا باستقراضه فهو اعم من

القرض کذا فی الکفایة،، (۳۸۳/۷- شامی باب المراضع والتواہی۔)

ترجمہ: دین وہ مال ہے جو آدمی کے ذمہ واجب ہوتا ہے اس کا واجب ہونا کسی عقد کی وجہ سے ہو یا کسی چیز کو ہلاک کرنے کی وجہ سے اور قرض لینے کی وجہ سے جو مال آدمی کے ذمہ واجب ہو جاتا ہے وہ بھی دین ہے پس دین قرض سے عام ہے اسی طرح کفایہ میں ہے۔

دین ہونے کی صلاحیت صرف مثلی (کیلی یا وزنی اور عددی متقارب چیزوں) میں ہوتی ہے قیمتی اشیاء میں دین ہونے کی صلاحیت نہیں ہوتی لہذا جانور دین نہیں ہو سکتے اور دین اور قرض میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے دین عام ہے اور قرض خاص ہے۔ ہر قرض دین ہو گا مگر ہر دین قرض نہیں ہو گا۔

قرض کی شرعی تعریف:

”ما تعطیہ من مثل لتقاضاه،، (ص: ۲۸۸/۷) قرض وہ مثلی مال ہے جو آدمی کسی دوسرے آدمی

کو دے تاکہ وہ اس مثلی مال کی جنس سے مثلی مال واپس لے۔ مثلی سے مراد کیلی مال ہو یا وزنی یا عددی متقارب ہونے والی مال نہ ہو اور قرضی مال کی مثال جیسے حیوان اور مختلف اجناس کی عام لکڑیاں اور زمین

اور عددی متفاوت المقدار اشیاء یہ سب قیمتی ہیں۔ (ص: ۳۸۸)

قرض واپس کرنے کا حکم:

قرض میں اتنی رقم یا مال واپس کرنا لازم ہوتا ہے جتنا لیا گیا تھا اس کی قیمت مہنگی یا سستی کا اعتبار نہیں

ہوتا، مثلاً دس ہزار روپے قرض لیا گیا تھا تو وہی دس ہزار واپس کرنا واجب ہے اگرچہ واپسی کے وقت کرنسی کی ویلیو کم یا زیادہ ہو چکی تھی یہی حکم سونے چاندی اور دیگر اجناس کیلی اور وزنی اشیاء کا ہے۔

امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک مستقرض قبضہ کے بعد قرض میں لئے گئے مال کا مالک ہو جاتا ہے لہذا اس کی مثل کار کرنا واجب ہو جاتا ہے اگرچہ ابھی قرض کا مال قائم اور موجود ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک مستقرض مال کا مالک اس وقت ہوتا ہے جب اس کو وہ خرچ کر دیتا ہے اور اگر ابھی مال خرچ نہیں کیا گیا تو اس مال کے عین کا واپس کرنا واجب ہوتا ہے۔ (ص: ۳۹۲/۷)

دین اور ثمن میں فرق:

دین اور ثمن میں عام خاص من وجہ کی نسبت ہے ایک مادہ اجتماعی اور دوسرے انفرادی۔ دین کی رقم کے مقابلہ میں کوئی چیز خرید کی جائے یہ دین ثمن بھی ہے اور دین بھی اور عبد کے عوض کوئی چیز خرید کی گئی تو عبد صرف ثمن ہے کیونکہ قیمی ہے اور دین نہیں اور مہر میں رقم یا طلاق کے عوض رقم مقرر ہو تو یہ صرف دین ہے ثمن نہیں ہے۔

دین کے مسائل:

دین العباد کی دو قسمیں ہیں مؤجل (میعادی) اور غیر مؤجل (غیر میعادی)۔

دین مؤجل میں ذکر کردہ میعاد اور مہلت لازم ہو جاتی ہے مگر یہ مہلت مدیون کا حق ہے دائن کا حق نہیں، دائن اسطر ساقط اور منسوخ نہیں کر سکتا اور قسطوں میں بھی نہیں کر سکتا اور اگر مدیون دین میں تاخیر اور میعاد ساقط کر دے تو کر سکتا ہے یہ اسی کا حق ہے وہ دین حالی اور مؤجل ہو جائے گا (در مختار، شامی) دین کی واپسی میں مقرر کردہ میعاد اور وقت میں جہالت فاحشہ معتبر نہیں ہوگی مثلاً مدیون کہے جب ہوا چلے گی یا سیلاب آئے گا میں دین کی رقم واپس کروں گا البتہ جہالیہ سیرۃ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے مثلاً مدیون اور دائن میں طے ہو کہ گندم کی فصل کاٹنے تک دین واپس ہوگا۔ (شامی)

دین یا قرض کو مدیون صاحب دین سے خرید کر سکتا ہے مثلاً مدیون کے ذمہ گندم کی بوری واجب ہے تو مدیون نقد پیسے دیکر بوری خرید سکتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ نقدی پر مجلس عقد میں قبضہ ہو جائے ورنہ بیع الدین بالذین کی وجہ سے بیع باطل ہو جائے گی۔ (ص: ۳۹۲/۷)

ذین میں میعاد لازم اور قرض میں غیر لازم ہوتی ہے:

ذین میں دی گئی مدد لازم ہوتی ہے مدیون سے میعاد سے پہلے ذین کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا مگر چھ مسائل میں میعاد لازم نہیں ہوتی اور قرض میں تاخیر اور میعاد لازم نہیں ہوتی مقرض سے ذکر شدہ وقت سے پہلے بھی قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے مگر چار مسائل میں جن کا ذکر کتب فقہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

ذین العباد کا حکم:

وہ واجب مال جو مجلس عقد میں ادا نہ کیا جائے وہ ذین ہوتا ہے اور جو عقد میں ادا کیا جائے اس کو نقد کہا جاتا ہے پھر ذین العباد کے اولاد و قسم ہیں بنو ہبل اور غیر بنو ہبل یعنی میعاد اور غیر میعاد۔ غیر میعاد ذین میں ذین واپس کرنے کا معین وقت شرط نہیں ہوتا۔ اس ذین کا حکم یہ ہے کہ ذین غیر میعاد مجلس عقد کے بعد کسی وقت بھی طلب کرنے پر واپس کرنا واجب ہوتا ہے اور ذین میعاد وہ ذین ہوتا ہے جس میں معین وقت شرط ہوتا ہے اور مجلس عقد کے بعد معین وقت میں واپس کرنا واجب ہوتا ہے۔ (شامی)

ذین میعاد کی تین قسمیں ہیں:

امام انظوم کے نزدیک ذین میعاد اور غیر میعاد کی تین قسمیں ہیں۔ ذین قوی اور ذین متوسط اور ذین ضعیف۔

قرض ذین قوی ہوتا ہے اور مال تجارت کی فتح اور فروخت میں مال تجارت کا بدل اور معاوضہ بھی ذین قوی ہوتا ہے یعنی قرض اور بروہ حال جس کا معین (خود مال) مال تجارت ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اس پر تجارت کے مال ہونے کی تعریف صادق آتی ہو اس کا بدل اگر کسی آدمی پر واجب ہو جائے اس مال کا ادھار اور مؤخر ہونا ذین قوی کہلاتا ہے۔ حقیقی اور خلقی مال تجارت سونا اور چاندی کے دراتم اور دینار یا سادہ سونا اور چاندی کسی شخص پر واجب ہوں مگر نقد نہ ہوں بطور قرض ہوں یا کسی مال کے عوض ہوں یا کسی عمل کی اجرت اور اس کا عوض ہوں اور نقد نہ ہوں یعنی مال تجارت اور سونے اور چاندی کا ادھار ذین قوی ہوگا۔

لہذا ملازم کی تنخواہ اور عمل کی اجرت شخص پر یا کسی ادارے پر دین قوی ہوگی۔ ان شاء اللہ عنقریب ذکر کیا جائے گا کہ اجرت کا دین قوی ہوتا ہے۔ مثلاً ملازم کے ساتھ اجرت نقد در اہم یا دانا نیر کرنسی نوٹوں میں طے ہوئی اور ملازم نے حسب معاہدہ معین عمل اور کام کر لیا لیکن ملازم کو نقد رقم نہیں ملی، ادھار ہے یہ بھی دین قوی ہے اس کی زکوٰۃ صاحب دین یعنی ملازم پر واجب ہوگی کیونکہ مال تجارت کے معاوضہ کی طرح اگر ملازم کو طے شدہ نقد نقد مل جائیں ادھار نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور جب وہ نہیں ملے تو وہ دین قوی ہوئے تو قرض کی طرح نقد کے دین پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مختار قول پر زکوٰۃ کے اموال یعنی جن مالوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کا بدل بھی دین قوی ہوتا ہے محیط میں ہے:

”الذین القوی ما یملکھ بدلا عن مال الزکوۃ قنامل،، (ص: ۲۳۷)

ترجمہ: اور مال زکوٰۃ کا بدل دین قوی ہوتا ہے غور کرو۔

(۱) فائدہ: بعض علماء (جو ”جی پی فنڈ“ ملازم کی میعادی اجرت پر زکوٰۃ کے عدم وجوب کا قول کرتے ہیں وہ دین قوی کو صرف مال تجارت کے بدل میں محصور سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے کتب فقہ میں دین قوی کی امثال میں قرض کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ جب قرض کسی چیز کے معاوضہ میں نہیں ہوتا ابتداء میں احسان اور تبرع ہوتا ہے پھر بھی قرض کا دین دین قوی ہوتا ہے تو ملازم کی اجرت جو عمل کے معاوضہ میں ہوتی ہے، وہ بطریق اولیٰ دین قوی ہوگی اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کیونکہ ہماری تحقیق یہ ہے کہ اجرت کے ابواب میں احناف کے نزدیک بھی اعمال مؤجرۃ کا حکم مال کا ہوتا ہے اور ان کی اجرت دین قوی ہوتی ہے، جس کا عنقریب ذکر کیا جائے گا۔

(۲) فائدہ: بعض علماء کو غلط فہمی ہوئی وہ کہتے ہیں دین ایک وصف یا حق ہوتا ہے مال نہیں ہوتا اس لئے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ اولاً تو ان حضرات سے سوال ہے قرض بھی دین ہوتا ہے اور دین وصف اور حق کا نام ہے تو اس پر زکوٰۃ کیوں واجب ہوتی ہے۔ ثانیاً وصف من حیث الوصف کا وجود خارج میں نہیں ہوتا لیکن وصف اپنے افراد کے ضمن میں متحقق ہوتی ہے اور دین کے افراد اموال ہوتے ہیں لہذا دین اموال میں موجود ہوگا نیز دین کے وصف اور حق ہونے کا مفہوم یہ ہوتا ہے دین کے مال میں تعین شخصی نہیں ہوتا مگر تعین نوعی ہوتا ہے اجرت میں اگر سونے کی کوئی مقدار طے ہے تو سونا واجب ہوگا اگر کرنسی طے ہے تو کرنسی دینا ہوگی۔ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ سونا اور چاندی اور کرنسی تینوں ایک نوع ہیں۔ مثلاً اس تولہ سونا کوئی مثلی چیز یا کرنسی کا دین ہے تو شخصی تعین کہ فلاں نمبر کے نوٹ دین ہیں

یافلاں شکل کی گندہ یا سونا دین ہے یہ لازم نہیں ہوتا مگر دین کے مال میں نوعی تعین لازم ہوتا ہے مثلاً کسی نے تجارت کا کپڑا ادھار پر فروخت کیا، خریدار پر کپڑے کے مروج شمن دین ہیں، اس کا یہ مفہوم نہیں کہ خریدار پر لازم ہو کہ کپڑے کے معاوضہ میں مروج شمن نہ دے، بائع کو کپڑوں کے دین میں لکڑی اٹھا کے دے دے اگر بائع انکار کرے تو مشتری کہے دین ایک حق کا نام ہے وہ وصف ہے لہذا میں وہ حق لکڑی کی صورت میں ادا کروں گا، کیا یہ صحیح ہے؟ دین کو مبہم وصف اور حق کہنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ حق اور وصف ہونے کا وہ مفہوم نہیں جو انہوں نے سوچا ہے۔ یہی مثال ملازم کی اجرت کے ساتھ بھی دی جاسکتی ہے کہ ملازم کو اجرت میں ماربل کے پتھر یا لکڑی دے کر کہا جائے تمہاری اجرت دین تھی کوئی معین مال نہیں تھا لہذا اس کو قبول کرو ورنہ قاضی کے پاس جاؤ۔ جب ایسا نہیں ہے تو ثابت ہوا ملازم کی اجرت اگرچہ دین ہو وہ عرف اور رواج کے مطابق اس ملک کی کرنسی ہوتی ہوگی اس میں تعین نوعی ہوتا ہے جس کا حکم دین قوی کا ہے اور یہ حکماً مال ہوتا ہے لہذا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اجرت کو ایک وصف اور حق کہہ کر صاحب اجرت کو زکوٰۃ سے بری قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (محمد رفیع حسنی)

دین متوسط اس مال کا بدل ہوتا ہے جو مال تجارت یا مال زکوٰۃ کا بدل نہ ہو بلکہ زکوٰۃ کے مال کے علاوہ کسی مال کا بدل ہو چنانچہ علامہ شامی نے زکوٰۃ میں حیوانات سائمہ کے موخر بدل کو بھی دین قوی شمار کیا ہے اگرچہ درمختار میں زکوٰۃ کے مال کے بدل کو دین متوسط میں شمار کیا گیا ہے مگر رد المحتار میں ذکر کیا گیا ہے کہ دین متوسط مال تجارت اور مال زکوٰۃ کا بدل نہیں ہوتا بلکہ تجارت کے مال کا بدل اور زکوٰۃ کے مال کا بدل دین قوی ہوتا ہے دین متوسط کی مثال جیسے خدمت کے غلام یا مملوک زمین اور سواری کے جانوروں اور گھر کے سامان کو فروخت کرنے کا بدل ہوتا ہے یعنی بنیادی حاجات انسان سے فروخت شدہ مال کا بدل اگر موخر ہو تو وہ دین متوسط ہوگا، بشرطیکہ وہ بدل سونا چاندی اور کرنسی نہ ہو۔ (درمختار اور رد المحتار)

میت کا اگر کسی آدمی پر دین تھا اور وہ دین وارثوں کو منتقل ہو گیا اب وہ دین وارثوں کا ملک ہے یہ دین بھی دین متوسط ہے اگرچہ وہ مال تجارت کا دین تھا۔ میت اگر زندہ رہتا تو اس کو زکوٰۃ دینا ہوتی مگر وارثوں کی طرف انتقال کے بعد وہ دین قوی نہیں رہتا۔ (شامی)

دین ضعیف وہ دین ہے جو کسی چیز کا بدل نہ ہو جیسے ہبہ، وصیت اور وراثت میں حاصل مال کا دین

ہو یا مال کا بدل اور معاوضہ نہ ہو بلکہ دین منفعت غیر مؤجرۃ کا معاوضہ ہو جیسے مہر یا خون بہا کا تاوان قاتل پر واجب ہوتا ہے یا خلع اور طلاق کے معاوضہ میں مطلقہ کو دیّا گیا مال ہو یعنی حقوق کا معاوضہ ہو، یہ بھی دین ضعیف ہوتا ہے۔ فقہاء کے نزدیک دین ضعیف میں منفعت سے مراد منفعت غیر مؤجرۃ کا دین ہے کیونکہ منفعت کی اجرت میں حاصل مال دین قوی ہوتا ہے۔

(۱) پہلا فائدہ: امام اعظم کے نزدیک دین کی تین قسمیں ہیں اور ان کے احکام مختلف ہیں لیکن صاحبین کے نزدیک دین کے اقسام اگرچہ تین ہیں مگر ایک ہی حکم ہے کہ صاحب دین پر ہر سال دیون کی زکوٰۃ واجب ہے مگر ادا اس وقت واجب ہوگی جب دین پر قبضہ ہوگا اور قبضہ کے بعد سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا واجب ہوگی شامی میں ہے:

”قوله عند الامام وعندهما الديون كلها سواء تجب زكاتها ويؤدى متى قبض شيئاً قليلاً أو كثيراً، إلخ۔“

ترجمہ: اور صاحبین کے نزدیک سارے دین برابر ہیں۔ سب کی زکوٰۃ واجب ہوگی جب قبضہ ہوگا خواہ قلیل مال پر قبضہ ہو یا کثیر پر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور امام اعظم کے مذہب میں تفصیل ہے جبکہ آئندہ ذکر ہوگا۔ (شامی)

(۲) دوسرا فائدہ: احناف کے نزدیک کامل نصاب پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، نصاب کی تکمیل کے بعد امام اعظم کے نزدیک نصاب سے زائد مال کے پانچواں حصہ (خمس) مکمل ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور پانچویں حصہ سے کم میں جس کو غنوکہا جاتا ہے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مثلاً چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے جس کی قیمت پچاس ہزار روپے ہے چاندی کے نصاب دوسو درہم کے بعد چالیس درہم تک زکوٰۃ معاف ہے پہلے مکمل نصاب کی زکوٰۃ پانچ درہم تھی وہ واجب ہے اس کے بعد چالیس درہم تک زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب چالیس درہم مکمل ہوں گے اس میں ایک درہم واجب ہوگا یا مثلاً پچاس ہزار روپے کے نصاب میں ساڑھے بارہ سو روپے زکوٰۃ واجب ہے مگر پچاس ہزار روپے سے اوپر پانچویں حصہ دس ہزار سے کم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب دس ہزار مکمل ہوں گے اس پر دس ہزار کی زکوٰۃ اڑھائی سو روپے واجب ہوگی یہی حکم سونے اور مال تجارت اور حیوانات سائے کا ہے لاکھوں اور کروڑوں روپے کے مال میں ہر دھنس کے درمیان والے مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب نصاب کا خمس (پانچواں حصہ) مکمل ہوگا اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی مگر صاحبین کے نزدیک

نصاب کی تکمیل کے بعد مال کے قلیل اور کثیر پر زکوٰۃ واجب ہوگی حتیٰ کہ پچاس ہزار روپے کی تکمیل کے بعد اگر سو روپے زائد ہیں تو ایک سو زائد کی رقم اڑھائی روپے بھی ادا کرنا فرض ہے یہاں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے، نصاب کے اوپر مال کے ہر حصہ پر زکوٰۃ ادا کی جا رہی ہے۔

(۳) تیسرا فائدہ: درحقیقت زکوٰۃ کا تعلق صرف دو مالوں کے ساتھ ہوتا ہے یعنی صرف دو مالوں کی زکوٰۃ مالک پر واجب ہوتی ہے مال تجارت اور حیوانات سائمنہ، کرنسی اور سونا اور چاندی بھی مال تجارت ہیں اور ایک مال اور ایک جنس ہیں اور حیوانات سائمنہ دوسرا مال ہے کرنسی اور سونا اور چاندی طبعی اور خلقی مال تجارت ہیں کوئی شخص کرنسی اور سونے اور چاندی میں تجارت کی نیت کرے یا نہ کرے یہ مال تجارت ہیں اور دوسرے اموال کا اموال تجارت ہونا عارضی اور تجارت کے عمل سے ہوتا ہے یعنی آدمی کی جانب سے تجارت کی نیت سے مال خرید کرنے پر ہوتا ہے چونکہ تجارت میں عموماً مال کے بڑھنے اور زائد ہونے کا امکان ہوتا ہے اس لئے شرع شریف نے صرف مال تجارت پر زکوٰۃ واجب فرمائی ہے اور بنیادی ضروریات کے مال یا غیر تجارتی مال پر زکوٰۃ فرض نہیں فرمائی اور حیوانات سائمنہ میں تو والد اور تناسل کی وجہ سے حیوانات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اس لئے حیوانات سائمنہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چربا بگا ہوں سے مفت بلا قیمت گھاس چرتے ہیں آدمی کا ان پر کوئی زیادہ خرچہ نہیں ہوتا اور اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے شرع شریف نے ان حیوانات پر زکوٰۃ فرض فرمائی ہے آدمی پر ایسے جانوروں کی زکوٰۃ فرض نہیں فرمائی جن کے چارے پر آدمی خود ذاتی مال خرچ کرتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے یا آدمی کے بار برداری اور کاشتکاری میں کام آتے ہیں۔ واللہ الحمد علمی ذالک

صاحب دین اور مدیون پر دین کے احکام

مال تجارت یا زکوٰۃ کے اموال فروخت کرنے کے بعد اگر رقم ادھار اور مؤخر ہو نقد نہ ہو وہ دین ہوگی اور دین کی زکوٰۃ صاحب دین پر واجب ہوتی ہے اور یہ دین قرض کی طرح دین قوی ہوتا ہے۔ قرض اور تجارت اور زکوٰۃ کے فروخت شدہ مال کے دین کا حکم بھی مال تجارت اور مال زکوٰۃ کے عین کا ہوتا ہے لہذا صاحب دین پر دین کی زکوٰۃ واجب ہے مگر ادا قبضہ کے بعد واجب ہوگی خواہ آدمی اپنے دین قوی کی زکوٰۃ ہر سال ادا کرتا رہے یا پھر دین کا مال ملنے پر سابقہ سالوں کی ایک ساتھ زکوٰۃ ادا کرے گویا مال تجارت کی طرح یہ دین بھی مال تجارت کی ایک شکل ہے کہ بدل کا حکم مبدل منہ

کا ہوتا ہے مگر امام اعظم فرماتے ہیں، اگر دین کے نصاب کا پانچواں حصہ واپس مل جائے مثلاً دین دوسو درہم ہے اور دین سے چالیس درہم مل جائیں تو اس میں ایک درہم زکوٰۃ واجب الادا ہو جائے گی باقی پر قبضہ کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا صاحبین کے قول کے مطابق جو کہ مفتی بہ ہے اگر دین کی رقم نصاب کے برابر ہے اس کی زکوٰۃ ہر سال واجب ہے اور اس کے بعد جتنا مال وصول ہو، چالیس درہم کی شرط نہیں۔ اس کی زکوٰۃ ادا کر لی جائے اور بقیہ مال کی زکوٰۃ قبضہ کے بعد بمع گذشتہ سالوں کے ادا کی جائے۔ (در مختار، رد المحتار)۔

دین المرصد کا حکم:

یہاں دین قوی کی بحث میں علامہ شامی نے دین المرصد کا ذکر بھی کیا ہے جو کہ علامہ شامی کے زمانہ میں مروج تھا دین مرصد یہ تھا قاضی اور حج کی اجازت سے اوقاف کے مکاناتوں میں کرایہ دار عمارت کی ضروری رہنبرنگ اور اصلاح پر اپنے جیب سے خرچ کر لیتے تھے مثلاً دیوار ٹوٹ گئی یا کوئی دوسرا ضروری کام کرنا پڑ گیا اسے اپنی جیب سے ٹھیک کرایا لیا گیا پھر اوقاف سے لے لیا۔ خرچ کردہ رقم درحقیقت کرایہ دار کا وقف کے متولی پر دین اور قرض ہوتا تھا لہذا جب کرایہ دار متولی سے رقم وصول کرے گا کرایہ دار کو اس کی زکوٰۃ بمع سابقہ سالوں کے ادا کرنا ہوگی اگرچہ عمارت پر خرچ کی گئی رقم مکان کے کرایہ سے وضع کی جائے، علامہ شامی فرماتے ہیں: "والناس عنه غافلون"۔ (ص: ۲۳۷)

ترجمہ: اور لوگ اس سے غافل ہیں یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

اس مسئلہ سے معلوم ہوا اگر کرایہ دار مکان کے مالک سے اذن لیکر مکان میں کوئی کام کرواتا ہے تو خرچ شدہ رقم مالک پر قرض ہوتی ہے اور کرایہ دار پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اگرچہ وہ رقم کرایہ سے وضع کی جائے۔

دین متوسط کا حکم:

ہوتا چاندی یا تجارتی اور زکوٰۃ کے مال کے علاوہ دوسرے اموال فروخت کرنے کا بدل اور معاوضہ اگر دین ہو اس کے دین کو دین متوسط کہا جاتا ہے دین متوسط کی زکوٰۃ میں امام صاحب کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ دین متوسط کی زکوٰۃ قبضہ کے دن سے ایک سال کے بعد واجب الادا ہوگی اور دوسری روایت جو کہ ظاہر الروایت ہے یہ ہے کہ دین متوسط کا سال اس دن سے شروع ہوگا جس دین

غیر زکوٰۃ مال کی بیع واقع ہوئی تھی یعنی قبضہ سے پہلے۔ امام صاحب سے روایت کے اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ یہ تو مسلم ہے کہ جب تک مال کو فروخت نہیں کیا گیا تھا اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں تھی مگر جب اسے فروخت کیا گیا اور اس کا بدلہ دین کی صورت میں خریدار پر واجب ہو گیا اس بدلہ کو مال تجارت اس وقت قرار دیا جائے گا جب اس پر قبضہ ہوگا اور تجارت کی نیت سے فروخت کیا جائے گا اور دوسری روایت جو کہ ظاہر الروایت ہے کی بنیاد اس امر پر ہے کہ دین بیع کے دن سے مال تجارت ہو جاتا ہے بیع کا ہونا تجارت کی علامت ہے اور دوسری روایت ابن سنانہ کی ہے کہ دین متوسط دین پر قبضہ کے ایک سال بعد تجارت کی نیت سے فروخت کرنے پر مال تجارت بن جاتا ہے یہ اختلاف اس وقت ہے جب فروخت کردہ مال کا شمن اور بدلہ سونا اور چاندی اور کرنسی نہ ہو اور عرض شمن ہوں کیونکہ نقد اور ان کا دین بلا نیت مال تجارت اور مال زکوٰۃ ہے لہذا اگر آدمی کا دوسرے آدمی پر دین متوسط واجب ہے اور کامل نصاب کو پہنچتا ہے آدمی کے پاس مال زکوٰۃ میں سے کوئی دوسرا نصاب موجود نہیں ہے، دین کی زکوٰۃ دین پر قبضہ کے بعد ایک سال مکمل ہونے پر واجب ہوگی اور ماضی کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی درمختار کے متن میں اسی روایت کا ذکر ہے مگر غور کیا جائے تو ظاہر الروایت کی بنیاد یہ ہے کہ وہ دین مال فروخت کرنے اور بیع کے دن سے مال تجارت ہو جاتا ہے یہ روایت عقل کے زیادہ قریب ہے کیونکہ آج کل عموماً مال کی فروخت کرنسی میں ہوتی ہے اور کرنسی کی صورت میں مدیون پر دین ہوگا اور کرنسی جب تک مروج رہے طبعاً مال تجارت ہوتی ہے اور کرنسی مال تجارت کا دین ہوگی۔ اس لئے صاحب دین کو دین متوسط کے پورے نصاب پر قبضہ کے بعد ماضی کی زکوٰۃ بھی دینا ہوگی۔ (محمد رفیع حسنی)

سب دیون قوی، متوسط، ضعیف میں دو چیزوں کا لحاظ ضروری ہوتا ہے ایک یہ کہ درج بالا تفصیلی حکم تب ہوگا کہ جب صاحب دین یعنی دین کے مالک کے ملک میں دوسرا مال زکوٰۃ نہ ہو اگر دائن کے ملک میں دین کے علاوہ دوسرا مال زکوٰۃ موجود ہے تو بالا اتفاق دین میں سے مقبوضہ مال کو موجودہ مال کے ساتھ ملایا جائے گا اگر دین مقبوض اور مال موجود دونوں سے نصاب مکمل ہو گیا تو ہر سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہوگی اور موجودہ مال سے مقبوضہ دین کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

وراثت کے دین کا حکم:

دین متوسط کی مثالوں میں ایک مثال دین وراثت کی بھی دی گئی ہے علامہ شامی نے فتح القدیر سے نقل

کیا کہ کسی آدمی پر میت کا دین تھا وارثوں کے ملک میں وراثت کے ذریعہ آنے والا دین دین ضعیف ہے مگر علامہ شامی فرماتے ہیں ظاہر الروایت میں یہ دین متوسط ہے ظاہر الروایات کی بنیاد پر جس دن سے وارث مرحوم کے دین کا وارث بنے گا اس دن سے دین کا نصاب شمار کیا جائے گا اور دین ضعیف ہونے کی روایت پر خواہ مؤثر (مرنے والا) کا دین مال تجارت اور مال زکوٰۃ کا تھا یا غیر مال زکوٰۃ کا دونوں کا دین وارث کے حق میں دین ضعیف ہوگا کیونکہ وارث مورث کا حق ملک میں قائم مقام ہوتا ہے حق تجارت میں قائم مقام نہیں ہوتا لہذا وارث کے حق میں مورث کا دوسرے آدمی پر واجب دین دین ایسے مال کا ہوگا جو زکوٰۃ کا مال نہیں ہے اور دین ضعیف ہوگا۔

مگر فقیہ ظاہر الروایات پر ہے لہذا اس دین کا حکم دین متوسط والا ہوگا دین مقبوض کو مال موجود کے ساتھ ملایا جائے گا اس کے لئے الگ حول کی ضرورت نہیں ہوگی۔۔ (مخلص شامی)

دین موصی بہ کا حکم:

علامہ شامی نے دین ضعیف کی امثالہ میں ذکر فرمایا کہ دین موصی بہ بھی دین ضعیف ہوتا ہے یعنی میت نے وصیت کی تھی کہ فلاں آدمی پر میرا دین ہے، وہ دین فلاں آدمی کو دے دیا جائے، یہ دین موصی بہ ہے اور دین ضعیف ہے کیونکہ موصی کے مرنے کے بعد موصی لے اس دین کا بہہ کی طرح بغیر عوض کے مالک ہو جائے گا اور موصی لے مرنے والے موصی کا ملک میں قائم مقام نہیں ہوگا لہذا وصیت والا دین خواہ کسی مال کا دوا کا حکم بہہ کا ہوگا اور یہ دین ضعیف کی طرح ہوگا اس کا نصاب قبضہ کے بعد شمار کیا جائے گا (شامی) مگر اس دین کا حکم المستفاد فی اثناء الحول مال کی طرح ہوگا یعنی پہلے سے موجود مال کے ساتھ اس کو بھی ملایا جائے گا قبضہ کے بعد جو مال حاصل ہوگا اس کے لئے نیا حول شرط نہیں ہوگا۔

اہم مسئلہ کا ذکر:

علامہ شامی نے اس مقام پر تنبیہ سے ایک اہم مسئلہ ذکر فرمایا ہے کہ دین قوی اور دین متوسط کی زکوٰۃ سال کے بعد فی نفسہ واجب ہو جاتی ہے مگر دین پر قبضہ سے پہلے واجب الاداء نہیں ہوتی یعنی زکوٰۃ کا ادا کرنا اس وقت واجب ہوگا جب دین پر قبضہ ہوگا سابقہ سالوں کی زکوٰۃ بھی قبضہ کے بعد واجب الاداء ہوگی اگر مورث (مرنے والا) اپنے بیویں پر قبضہ کرنے سے پہلے کئی سال گزر جانے کے بعد

فوت ہو گیا اس پر واجب نہیں تھا کہ وہ دین پر واجب زکوٰۃ ادا کرے یا وارثوں کو ادا کرنے کی وصیت کرے کیونکہ مرحوم پر قبضہ سے پہلے دین کی زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب نہیں تھا اور وارثوں پر دین پر قبضہ کے بعد مرحوم کے ملک میں گزرے سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب نہیں ہوگی کیونکہ وارث مرحوم کی موت کے بعد دین کے مالک ہوئے لہذا اس سال کی ابتدا مرحوم کی موت سے شمار ہوگی۔ (شامی)

دوم یہ کہ دیون کا درج بالا تفصیلی حکم تب ہوگا جب دین کی ویلیو اتنی ہو جو چاندی کے نصاب 612.36 گرام کی قیمت کے برابر ہو اور قبضہ کے بعد سال بھر قائم رہے اگر دین کی ویلیو نصاب سے کم ہے تو دین کی زکوٰۃ مالک پر واجب نہیں ہوگی اسی طرح قبضہ کے بعد اگر دین کا مال مالک کی ذاتی ضرورتوں میں خرچ ہو گیا تو مالک پر قبضہ کے بعد کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی مگر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی بشرطیکہ صاحب دین آدمی خود دیون نہ ہو۔

دین ضعیف کا حکم:

دین ضعیف کے نصاب پر جب قبضہ ہوگا، قبضہ کے دن سے مال کا سال شروع ہوگا اور سال کے مکمل ہونے پر صاحب دین پر اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور دین ضعیف پر قبضہ سے پہلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی کیونکہ دین ضعیف بہہ کی طرح ہوتا ہے، ایک وعدہ ہوتا ہے کسی مال کا معاوضہ نہیں ہوتا جس کی بنیاد پر ہم یہ کہیں کہ دین کے وجوب کے دن سے یہ دین مال تجارت ہو جاتا ہے اور وجوب کے دن سے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ بدل کا حکم مبدل کا ہوتا ہے یہاں مبدل منہ مال ہی نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ہم کہہ سکیں دین مال تجارت کا بدل ہوتا ہے اور غیر مال تجارت تجارت کی نیت اور تجارتی تصرف دونوں سے مال تجارت بنتا ہے اور دین ضعیف میں قبضہ کے بعد ہی ایسا ہو سکتا ہے مگر صاحبین کے نزدیک مذکورہ امور کا بدل سونا چاندی یا کرنسی طے ہوتا دین، دین ضعیف نہیں رہتا بلکہ قوی ہو جاتا ہے مثلاً خلع کا بدل کرنسی یا سونا ہے اور وہ دین ہے سونا یا کرنسی میں نہ تجارت کی نیت کی ضرورت ہے اور نہ تجارتی عمل کی ضرورت ہے یہ خلقی مال تجارت ہیں اس لئے ملک میں آنے کے دن سے یہ مال تجارت ہوتے ہیں لہذا نفقہ کے دین کا حکم بھی مال تجارت کے دین والا ہوگا اب یعنی مذکورہ امور کا بدل دین قوی ہوگا اور سال کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر مذکورہ امور کا معاوضہ غرض طے ہوں اور دین ہوں، ان کا دین دین ضعیف ہوگا۔ اور اگر مذکورہ امور کا بدل

نفقہ دہوں، امام صاحب کے نزدیک زکوٰۃ اس لیے واجب نہیں ہوتی یہ دین مذکورہ امور خلع اور طلاق وغیرہا کی اجرت نہیں ہے۔ اگر سونا چاندی کسی عمل کی اجرت ہوں تو سونا چاندی کے دین پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے کیونکہ اجرت میں طے شدہ نفقہ کا دین دین قوی ہوتا ہے۔ دین ضعیف کا سال پورے نصاب پر قبضہ کے دن سے شروع ہوگا اور دین قوی اور متوسط کی طرح اگر دین ضعیف کے مالک کے ملک میں دوسرا مال زکوٰۃ موجود ہے تو اس مال کو دین کے ساتھ ملا کر موجودہ مال کے سال سے دین کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی۔ مثلاً بیوی کا مہر جو کہ دین ضعیف ہے شوہر پر واجب ہے اور بیوی کے ملک میں سونے یا چاندی کے زیورات موجود ہیں تو بیوی پر مہر کی رقم کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی اور اگر بیوی کے ملک میں مہر کے دین کے علاوہ کوئی مال زکوٰۃ نہیں ہے تو بیوی پر اس دن زکوٰۃ واجب ہوگی جب مہر پر قبضہ کے بعد تجارتی عمل اور نیت کے بعد ایک سال ہو جائے گا اور اس دوران مہر کا مال قائم رہے مگر خلع اور طلاق اور قتل کے خون بہا کے مال کا بھی یہی حکم ہوگا و مختار میں ہے ”اذا كان عنده مال يضم الدين الضعيف“، (ص: ۲۳۹) ترجمہ: مگر جس وقت آدمی کے ملک میں دوسرا مال موجود ہو اس کے ساتھ دین ضعیف ملایا جائے گا اور اس پر زکوٰۃ دینے کے لئے حولان حول شرط نہیں ہوگا۔ علامہ شامی نے الحاصل سے خلاصہ بیان فرمایا ”لا يشترط الحول بعد القبض“، (ص: ۲۳۹/۳) دین ضعیف کے لئے قبضہ کے بعد سال گزرتا شرط نہیں ہے اگر آدمی کے پاس پہلے مال موجود ہو پھر فرمایا دین قوی اور متوسط اور ضعیف سب کا یہی حکم ہے کہ اگر آدمی کے پاس مال موجود نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ قبضہ کے بعد ہی زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب ہوگا۔ ورنہ سب دیون پہلے سے موجود مال کے ساتھ ضم کئے جائیں گے علامہ کرنفی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں:

”ان هذا ان لم يكن له مال سوى الدين والافما قبض منه فهو بمنزلة المستفاد فيضم الى ما عنده“، (ص: ۲۳۹، ج ۷)

ترجمہ: بے شک یہ اس وقت ہے جب دین کے سوا اس کے پاس مال نہ ہو ورنہ جو دین قبضہ میں آ گیا وہ بمنزلہ مستفاد اور نفع کے ہے اس کو اس مال کے ساتھ ملایا جائے گا جو اس کے پاس ہے اور سب کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔..... (جاری ہے)